پروفیسر محمد اسلم صدر شعبہ تاریخ
جامعہ پنجاب ۔ لاہور

قسط ۲

صوفی حمید الدین ناگوریؒ کی تصنیف سرور الصدور کی تاریخی اہمیت

ہندوی زبان کا استعمال

سرور الصدور کی تحریروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلطان التارکین اپنے گھر میں "ہندوی زبان" میں بات چیت کیا کرتے تھے[۶] ملفوظات کے مطالعہ سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ جب ہندو ان کی ملاقات کو آتے تو موصوف اُن سے ہندوی زبان میں ہی گفتگو فرمایا کرتے تھے[۷] سرور الصدور میں کہٹ، پہلکہ، پوتڑہ، چوڑہ اور بھال کہجڑہ جیسے ہندی الفاظ پائے جاتے ہیں ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف فارسی میں گفتگو فرماتے ہوئے بھی ہندی الفاظ بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ ہمارے صوفیاء نے برصغیر میں اردو زبان کی تخلیق اور ترویج میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے ۔

ترکِ خواہشات

جامع ملفوظات شیخ فریدالدین محمود تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز سلطان التارکین نے ایک مجلس میں حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے

فردا خدائے تعالےٰ این نخواہد پرسید کہ برائے من چہ آوردید ۔ خواہد پرسید کہ اے بندگان من! برائے من چہ ترک کردہ بودید؟[۸]	"قیامت کے روز خدا تعالےٰ یہ نہیں پوچھے گا کہ میرے لیے کیا لائے ہو؟ وہ یہ پوچھے گا کہ اے میرے بندو! میرے لیے تم نے کیا ترک کیا تھا؟ وہ لاؤ اور دکھاؤ"

سلطان التارکین کا ایک مقولہ

شیخ فریدالدین محمود تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان التارکین اکثر فرمایا کرتے تھے :-

نماز گذاردن کار بیوہ زنان ست ۔ روزہ داشتن صرفہ نان است ۔ حج کردن کار بیکاراں است ۔ دلی دریاب کہ کار آنست[۹] ۔	"نماز ادا کرنا عورتوں کا کام ہے اور روزہ رکھنا روٹی بچانا ہے ۔ حج کرنا بیکاروں کا کام ہے ۔ دل تلاش کرو کہ یہ کام کرنے کا ہے"

---

[۶] ایضاً ورق ۸ [۷] ایضاً ورق ۳۵ [۸] ایضاً ورق ۴۴ [۹] ایضاً ورق ۱۴

سلطان التارکین کی اہلیہ سلطان التارکین کی اہلیہ محترمہ خدیجہ زہد و ورع میں رابعۂ عصر سمجھی جاتی تھیں۔ شیخ جمالی کا بیان ہے کہ وہ مسلسل روزے رکھتی تھیں اور ہفتہ ہفتہ تک افطار نہ کرتی تھیں[۱۸]

جامع ملفوظات لکھتے ہیں کہ موصوفہ سخاوت کے لیے دُور دور تک مشہور تھیں اور اُن کے در سے کوئی حاجت مند خالی نہ لوٹتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد لوگ اُن کے مزار پر جاکر حاجتیں مانگتے ہیں تو خدا تعالےٰ پوری کر دیتا ہے۔[۱۹]

سلطان التارکین کا مسلک شیخ فریدالدین محمود تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان التارکین نے ایک مجلس میں فرمایا :-

اعتقاد اہلِ سُنت و جماعت آنست کہ تکفیر اہلِ قبلہ بدعت است۔ اہلِ قبلہ را کافر نباید گفت[۲۰]۔

"اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اہلِ قبلہ کو کافر کہنا بدعت ہے۔ اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہنا چاہیئے"۔

اظہارِ کرامت سلطان التارکین کرامت کو "حیض الرجال" سمجھتے تھے۔ موصوف اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ جس طرح عورتیں حیض آلود کپڑے چھپاتی ہیں۔ اسی طرح ولیوں کو اپنی کرامات چھپانی چاہئیں[۲۱]

مرید صادق کی علامت جامع ملفوظات شیخ فریدالدین محمود تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان التارکین فرمایا کرتے تھے کہ مرید صادق کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ اُسے ملامت کا خوف نہیں ہوتا[۲۲]

مسلسل روزے رکھنے کے بارے میں حکم سلطان التارکین کے ایک مرید نے ان سے تین ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی اجازت چاہی تو اُنھوں نے فرمایا :

"کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے ؟ تمہارے لیے صرف ایامِ بیض کے روزے ہی کافی ہیں"۔ [۲۳]

اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ سلطان التارکین چشتی بزرگوں کے طریقے کے برعکس اپنے مریدوں کو مسلسل

---

[۱۸] جمالی، سیر العارفین ورق ۹ ب [۱۹] سرور الصدور، ورق ۹

[۲۰] ایضاً ورق ۳۶ [۲۱] ایضاً ورق ۱۳ [۲۲] ایضاً ورق ۱۳ [۲۳] ایضاً ورق ۲۲ ۔

روزے رکھنے سے منع فرماتے تھے ۔ ہمارے خیال میں یہ حکم عام مریدوں کے لیے تھا ۔ خود موصوف اور اُن کے اہلِ خانہ اس حکم سے مستثنیٰ تھے ۔ شیخ جمالی حضرت کی اہلیہ محترمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ مسلسل روزے رکھتی تھیں اور ہفتہ ہفتہ تک افطار نہ کرتی تھیں ۔[۵۶]

علم تصوف کے بارے میں رائے

ہمارے اکثر و بیشتر بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ تصوف کتابی علم نہیں ہے اور ایک شخص محض تصوف کی کتابیں پڑھنے سے صوفی نہیں بن جاتا ۔ سلطان التارکین کا بھی یہی خیال تھا اور وہ اکثر فرمایا کرتے تھے :-

"علم تصوف بکردن است نہ بگفتن"[۵۷]

غمِ مسلمانی

سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ قحط کا زمانہ تھا کہ ایک آدمی اپنے گھر آیا اور اُس نے اپنے اہلِ خانہ سے دریافت کیا کہ گھر میں کتنا غلہ ہے ؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ ایک کندوری اناج سے بھری ہوئی ہے ۔ اس نیک مرد نے کہا کہ کندوری توڑ کر غلہ نکال لو اور اُسے بازار لے جا کر جس بھاؤ کوئی خریدے بیچ دو ۔ جب اہلِ خانہ وہ غلہ بیچ آئے تو اس نیک مرد نے کہا کہ اب گھر کی ضرورت کے لیے ہر روز بازار سے جس بھاؤ غلہ ملے خرید لایا کرو تاکہ تنگی کے ایام میں خلقِ خدا کی موافقت ہو ۔ یہ واقعہ بیان کر کے سلطان التارکین فرمانے لگے کہ گذشتہ زمانے کے مسلمان اسی طرح کے ہُوا کرتے تھے اور اس طرح سے مسلمانوں کا فکر کیا کرتے تھے ۔[۵۸]

احترامِ پیغمبراں

سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ انہوں نے فتاویٰ کی ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کپڑا بُنا تھا اور دُوسرا شخص یہ کہے کہ پھر تو ہم سب جولاہے کے بچے ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ کلمہ کفر ہے ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص " اخبار " کے طور پر یہ بات کہے تو درست ہے ۔ لیکن مذاق کے طور پر کہے تو کفر ہے ۔[۵۹]

قرآن حفظ کرنے کا آسان طریقہ

سلطان التارکین اپنے احباب کو حفظ قرآن کی ترغیب دیا کرتے تھے اور جو شخص قرآن حفظ کرنا چاہتا اُسے یہ

---

[۵۶] جمالی ، سیر العارفین ، ورق ۹ ب [۵۷] سرور الصدور ، ورق ۶۲

[۵۸] ایضاً ورق ۸۴ " دراں وقت چنیں مسلماناں بودہ اند ۔ وغم مسلمانی چنیں داشتہ اند ۔

[۵۹] ایضاً ورق ۵۷ ۔

مشورہ دیتے کہ وہ ایک ہی نسخے سے حفظ کرے ورنہ اُسے پریشانی ہوگی اور اُس کے خیالات بھی پریشان رہیں گے۔ ایک موقع پر سلطان التارکین نے حافظ تاج ملتانی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس نے ایک ہی نسخہ سے قرآن حفظ کیا تھا اور اُسے آیات کے صفحے اور سطریں تک یاد ہوگئی تھیں۔ [۶۰]

مسجد کی تعظیم

سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے ایک کتاب میں جس کا نام اُنھیں یاد نہیں رہا، یہ پڑھا تھا کہ اگر کوئی شخص مسجد کو تعظیم کے لیے چومتا ہے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے[۶۱]۔ (ناچیز راقم علماء کرام اور صوفیائے عظام سے یہ سوال کرتا ہے کہ اگر مسجدوں کو تعظیم کے لیے چومنا کفر ہے تو مزارات کو چومنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟)

اوّل طعام بعد کلام

شیخ فریدالدین محمود رقمطراز ہیں کہ جب حضرت سلطان التارکین کے سامنے کھانا چُنا جاتا تو پھر موصوف کوئی اور کام نہ کرتے تھے۔ سلطان التارکین دوسروں کو بھی اس بات کی تلقین کیا کرتے تھے کہ جب کھانا سامنے موجود ہو تو پھر کوئی اور کام نہیں کرنا چاہیئے[۶۲] کھانے کی موجودگی میں انسان کی توجہ اسی طرف لگی رہتی ہے اس لیے اسے یکسوئی حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضرت سلطان التارکین کا یہ منشا رہا تھا کہ انسان پہلے کھانا کھالے پھر یکسو ہوکر اپنے کام میں لگ جائے۔

مسئلہ رویت باری تعالےٰ

سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ قاضی عبدالجبار معتزلہ فرقہ کا پیرو تھا اور وہ رویت باری تعالےٰ کا انکار کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک درویش کے ساتھ اُس کی دوستی ہوگئی اور ایک روز اُس نے قاضی کی دعوت کی۔ جب قاضی اُن کے گھر پہنچا تو اُنھوں نے اُسے کھانا بھجوا دیا لیکن خود اس کے سامنے نہ آئے۔ قاضی نے کھانا لانیوالے سے کہا کہ جب تک وہ درویش کو نہ دیکھ لے اُس وقت تک کھانا نہیں کھائے گا۔ قاضی کا پیغام ملتے ہی درویش باہر آیا اور اُسے مخاطب کرکے کہنے لگا کہ جب ایک انسان کی پیش کردہ نعمتوں کو انسان کے دیکھے بغیر نہیں کھاتے تو خدا کی نعمتوں کو خدا کو دیکھے بغیر کیوں کر کھاتے ہو؟ قاضی کو مسئلہ رویت باری سمجھ آگیا اور وہ اپنے عقیدے سے تائب ہوگیا۔[۶۳]

---

۶۰ ایضاً ورق ۳۰، ۶۱ ایضاً ورق ۲۶ ۶۲ ایضاً ورق ۱۲

۶۳ ایضاً ورق ۸۴

غلاموں سے تعلقِ خاطر

سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ اُن کے گھر میں اگر کوئی کنیز یا غلام آجاتے تو وہ اُسے فروخت نہیں کرتے۔ وہ یا تو انہی کے گھر میں بُوڑھا ہو جاتا ہے یا پھر وہ بھاگ جاتا ہے یا اُسے آزاد کر دیتے ہیں[۶۴]۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس لونڈی یا غلام سے ساتھ اُن کا ایک بار تعلق قائم ہو جاتا وہ عمر بھر اُسے نبھاتے تھے ۔

گوشت خوری سے اجتناب

سرور الصدور کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان التارکین گوشت خوری سے مکمل اجتناب کرتے تھے اور وہ اپنے لیے کسی کی جان لینا پسند نہیں فرماتے تھے۔ جامع ملفوظات رقمطراز ہیں کہ حضرت اپنے مریدوں اور لواحقین سے کہا کرتے تھے :-

اگر بروح من چیزی بخواہید کہ بدہید ، باید کہ گوشت ندہید[۶۵]	"اگر تم میں سے کوئی میری روح کے ایصال ثواب کے لیے کوئی چیز دینا چاہے تو اُسے چاہیے کہ وہ گوشت نہ دے[۶۶]

گوشت خوری سے اجتناب کے ضمن میں سلطان التارکین نے ایک حکیم کا واقعہ سُنایا جو جنگل میں سکونت رکھتا تھا اور صرف سبزیاں کھایا کرتا تھا۔ اُس نے روٹی کھانا بھی چھوڑ دی تھی۔ اتفاق سے ایک روز ایک شخص ادھر آنکلا تو اسے حکیم کی بود و باش دیکھ کر اس پر بڑا رحم آیا۔ اُس نے حکیم سے ازرہِ ہمدردی کہا کہ اگر وہ سلطان کی ملازمت اختیار کرے تو اُسے سبزی کھانے کی حاجت نہ رہے گی۔ حکیم اُس کی بات سُن کر ہنس دیا اور کہنے لگا کہ اگر وہ سبزی کھانے کی عادت ڈال لے تو اسے سلطان کی خدمت کرنے کی حاجت نہ رہے گی۔ جامع ملفوظات یہ واقعہ لکھ کر فرماتے ہیں کہ سلطان التارکین نے یہ حکایت اس لیے بیان فرمائی کہ یہ اُن کے حسبِ حال تھی کیونکہ ان کا معمول سبزی کھانا تھا اور موصوف دوسروں کو بھی سبزی کھانے کی تلقین کرتے رہتے تھے[۶۷]۔

سلطان التارکین نے ایک مجلس میں منڈاور قوم کے ایک ہندو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بڑا عادل تھا اور اس کے ماتحت لوگ بڑے آسودہ حال تھے۔ اُس کی شرافت کا یہ عالم تھا کہ وہ کسی غیر عورت پر نظر نہ ڈالتا تھا۔ خدا تعالےٰ نے اُسے ایک بیٹا دیا تھا جو اپنے باپ کی جملہ صفات سے

---

۶۴ ایضاً ورق ۶۲ ۶۵ ایضاً ورق ۹ ۶۶ ایضاً ورق ۳۵ ۔
۶۷ ایضاً ورق ۳۵ ؂

متصف تھا۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت نے بڑی مسرت کے ساتھ فرمایا کہ وہ سبزی خور تھا۔[۵۷]

جانوروں کا خیال

جامع ملفوظات لکھتے ہیں کہ ایک روز سلطان التارکین جنگل سے لوٹے تو انہیں اپنے کپڑوں پر چیونٹیاں نظر آئیں۔ آپ اسی وقت واپس لوٹے اور جس مقام سے وہ چیونٹیاں اُن کے کپڑوں پر چڑھی تھیں۔ وہاں جاکر کپڑے جھاڑے اور پھر اطمینان کے ساتھ گھر واپس آئے۔[۵۸]

سلطان التارکین کا گوشت خوری سے اجتناب بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں وہ راجستھان میں رہتے ہوئے جینیوں کی طرح کسی جان دار کو دکھ پہنچانے کے سخت مخالف تھے۔ مذکورہ بالا چیونٹیوں والا واقعہ تو اصول اہنسا کے عین مطابق ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے ہندوؤں اور جینیوں کو رام کرنے کے لیے گوشت کھانا ترک کر دیا ہو اور اس سے تبلیغِ اسلام میں آسانی پیدا ہو گئی ہو۔

ذخیرہ اندوزی کی مذمت

سلطنتِ دہلی کے ابتدائی دَور میں مرتب ہونے والے چشتی بزرگوں کے ملفوظات میں احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی مذمت ملتی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس عہد کے معاشرے میں بھی یہ لعنت موجود تھی۔ سرورالصدور میں سلطان التارکین نے بھی احتکار کی مذمت کی ہے۔[۵۹]

موصوف کہا کرتے تھے کہ محتکر (ذخیرہ اندوز) کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ لوگ جس چیز سے غمناک ہوتے ہیں وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔[۶۰]

سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ نے بھی ان سماج دشمن عناصر کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ "لاہور محض اسی وجہ سے تباہ ہوا کہ وہاں کے تاجرلین دین میں بد دیانت تھے"۔[۶۱]

حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کے ملفوظات میں مرقوم ہے کہ "سفر گجرات کے دوران میں چند سوداگر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے انہیں مخاطب کر کے احتکار کی مذمت فرمائی۔[۶۲]

پروفیسر خلیق احمد نظامی فرماتے ہیں کہ بار بار ملفوظات میں ان عنوانات پر گفتگو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ صوفیا نے سماج کے فاسد عناصر کی روک تھام کی تھی۔[۶۳]

۵۷۔ ایضاً۔ ۵۸۔ ایضاً ورق ۴۳ ۵۹۔ ایضاً ورق ۴۸۔

۶۰۔ خلیق احمد نظامی، نذرِ عرشی، مطبوعہ دہلی ۱۹۶۵ء ص ۴۴۴۔

۶۱۔ امیر حسن سجزی، فوائد الفواد ص ۲۰۲، ۲۰۱۔ ۶۲۔ محمد اکبر حسینی، جوامع الکلم ص ۱۵

۶۳۔ خلیق احمد نظامی، نذرِ عرشی ص ۴۴۴ ؞

عمال حکومت کی چیرہ دستیاں سرور الصدور کے مطالعہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ناگور میں عمال حکومت کی چیرہ دستیاں عام تھیں۔ سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ ایک بقال زادہ بڑا مالدار تھا اور سرکاری افسر اُس سے مال چھیننا چاہتے تھے۔ وہ غریب بھاگم بھاگا حضرت سلطان التارکین کی اہلیہ بی بی خدیجہؒ کے پاس آیا اور اُن سے مدد کی درخواست کی۔ اُنہوں نے بقال زادہ کو بچانے کی ہر ممکن سعی کی لیکن اس کے باوجود وہ عمال حکومت کے سامنے بے بس ہوگئیں اور اُنہوں نے اس کا مال چھین لیا۔

کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام جامع ملفوظات لکھتے ہیں کہ ایک بقال کو اولاد کی خواہش تھی، اور وہ اسی خواہش میں بوڑھا ہوگیا۔ بڑھاپے کے عالم میں اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو وہ اسے لے کر سلطان التارکین کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ برکت کے لیے اُسے اپنی کلاہ عنایت فرمائیں۔ اُنہوں نے بچے کو دیکھ کر فرمایا :-

" کل مولود یولد علی الفطرۃ الاسلام " بعد ازاں اُنہوں نے یہ دُعا فرمائی : اللّٰھم ثبتہ علی لفطرۃ "، موصوف نے اس بچے کو لباس مرحمت فرمایا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر حاضرین سے کہا کہ وہ دُعا کریں کہ یہ بچہ فطرت پر قائم رہے۔ جب دعا ختم ہوئی تو حضرت نے چند کھجوریں بوڑھے کو عنایت کیں اور اُس کے بچے کو مخاطب کر کے " ہندوی زبان " میں فرمایا " تو میرا مرید ہے خُدا نے چاہا تو بڑے اُونچے مرتبے پر فائز ہوگا "۔ [۸۴]

ہندوؤں کے ساتھ سلوک سلطان التارکین ہندوؤں کے ساتھ بڑی رواداری برتتے تھے اور اُنہیں رام کرنے کے لیے انہوں نے گوشت کھانا ترک کر دیا تھا۔ ہندوؤں کے ساتھ رواداری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ہندو جوگیوں کے بڑے معترف تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں کہ سلطان التارکین ناگور کے ایک ہندو کی " ولایت "، کے قائل تھے۔[۸۵] چشتی بزرگوں کے سوانح حیات اور ملفوظات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے ہاں ایسی بات عام تھی۔ چشتیہ صابریہ سلسلہ کے عظیم بزرگ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے ایک محبوب مرید دتو سروانی اننت کرنامی ایک ہندو جوگی سے توحید کے مسائل پوچھنے جایا

---

۸۴ سرور الصدور، ورق ۳۵۔

۸۵ امیر حسن سجزی، فوائد الفواد ص۱۱۱ " در ناگور ہندوی را بہ کرامت گفتی کہ ولی خداست "

کرتے تھے۔ موصوف اس جوگی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"توحید را نیکو بیان میکرد"[56]

احمق اور جاہل میں فرق سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ احمق ہمیشہ خوش رہتا ہے اور جاہل ہمیشہ مشقت برداشت کرتا رہتا ہے۔ موصوف فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے امرأ القیس سے کہا کہ فلاں شخص بے عقل اور احمق ہے لیکن ہے بڑا مال دار۔ امرأ القیس نے کہا کہ وہ اپنی جگہ بڑا خوش ہے کہ وہ بے غم رہے گا اور مزے سے کھائے پیئے گا[57] ایک دوسری مجلس میں سلطان التارکین نے علم اور جہالت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

ہیچ صفتے در آدمی زشت تر از جہل نیست۔ ہر چہ ہست علم است۔ ہر کہ علم نداند گوی جمادی ست کہ ازو ہیچ کاری نیاید[58]	"انسان میں جہالت سے بڑھ کر اور کوئی بری صفت نہیں۔ جو کچھ بھی ہے علم ہے۔ جو علم نہیں رکھتا وہ پتھر کی طرح ہے جو کوئی کام نہیں کر سکتا۔"

پروفیسر خلیق احمد نظامی صوفیائے کرام کی خدمات گنواتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ صوفیا نے جہالت کے خلاف جہاد کیا ہے[59]۔

حبیب مکرم پروفیسر نور النبی، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ ایک بار کسی شخص نے سلطان التارکین سے درخواست کی کہ وہ اُن سے تصوف کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حضرت نے اسے جواب دیا کہ وہ ناگور میں حدیث کی تدریس و اشاعت میں مشغول ہیں اس لیے اُن کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ اسے تصوف کی تعلیم دے سکیں[60] اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام کو علم حدیث سے کتنا شغف تھا اور وہ اس کے مقابلہ میں تصوف کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔

---

[56] رکن الدین، لطائف قدوسی، مطبوعہ دہلی ۱۳۱۱ھ ص ۴۲۔

[57] سرور الصدور، ورق ۴۶۔

[58] سرور الصدور، مخطوطہ مملوکہ پروفیسر خلیق احمد نظامی، ورق، ۵۵۔

[59] خلیق احمد نظامی "سم اسپیکٹس آف ریلیجن اینڈ پالٹیکس ان انڈیا ڈیورنگ دی تھرٹینتھ سینچری"، ص ۲۶۴۔

[60] نور النبی "ڈیویلپمنٹ آف ریلیجس تھاٹ ان انڈیا"، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۶۳ء ص ۱۳۱

بے علم مفتی سلطان التارکین نے ایک مجلس میں فرمایا کہ لاہور میں ایک مفتی رہتا تھا جس کے پاس قدوری کے علاوہ اور کوئی کتاب نہ تھی۔ جب کوئی شخص اُس سے فتویٰ لینے آتا تو وہ قدوری دیکھ کر فتویٰ دے دیتا تھا۔[۱۵]

قاضیوں کی تین اقسام سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ سلطان غیاث الدین بلبن کہا کرتا تھا :

"من سہ قاضی دارم، یکی قاضی آنست کہ از من نترسد و از خدا بترسد۔ دویم قاضی از خدا نترسد و از من بترسد۔ سوم کہ است نہ از من بترسد و نہ از خدا بترسد۔ بعدہ فرمودی فخر ناقلہ از من بترسد و از خدا نترسد۔ قاضی لشکر از خدا بترسد و از من نترسد۔ و عالم منہاج نہ از من ترسد و نہ از خدا ترسد۔"[۲۲]

"میرے تین قاضی ہیں۔ ایک قاضی وہ ہے جو مجھ سے نہیں ڈرتا لیکن خدا سے ڈرتا ہے دوسرا قاضی خدا سے نہیں ڈرتا لیکن مجھ سے ڈرتا ہے۔ جو تیسرا قاضی ہے وہ نہ مجھ سے ڈرتا ہے اور نہ ہی خدا سے ڈرتا ہے۔ بعد ازاں وہ کہا کرتا تھا کہ فخر ناقلہ مجھ سے ڈرتا ہے لیکن خدا سے نہیں ڈرتا۔ قاضی لشکر خدا سے ڈرتا ہے مجھ سے نہیں ڈرتا۔ منہاج نہ مجھ سے ڈرتا ہے اور نہ ہی خدا سے ڈرتا ہے"۔

طالب دُنیا کا حال سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ سلطان معز الدین کیقباد کے دربار میں ہوسی نام کی ایک عورت تھی جو علماء سے بے ہُودہ قسم کا مذاق کیا کرتی تھی۔ اُس نے قاضی منہاج سے بھی کئی بار بھرے دربار میں ناشائستہ حرکات کیں۔ ایک بار اُس نے منہاج کی گردن میں شال ڈال کر کھینچی اور اس کے گال پر چپت رسید کیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے سلطان التارکین فرمانے لگے کہ وہ "چاہ دُنیا" میں مبتلا تھا۔ اسی لیے اس کی یہ گت بنی۔[۲۳] بالفاظ دیگر اگر وہ تارک الدُنیا ہوتا تو وہ شاہی دربار میں نہ جاتا اور اس کی ایسی گت نہ بنتی۔

گجرات کی ایک عجیب رسم سرور الصدور کے مطالعہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں گجرات (کاٹھیاواڑ) میں ایک عجیب رسم پائی جاتی تھی۔ جنگجو اور

---

[۱۵] سرور الصدور، ورق ۳۳ [۲۲] ایضاً ورق ۴۰

[۲۳] ایضاً، ورق ۴۰

طاقت ور قسم کے لوگ پابہ زنجیر کھڑے رہتے تھے۔ یہ گویا ایک طرح سے بہادری کا دعوےٰ کرنے والوں کے لیے چیلنج ہوتا تھا کہ اگر کوئی اُن سے لڑنا چاہے تو وہ زنجیر کھول کر اُن سے مقابلہ کر لے[۸۴]۔

ناگور میں نیل کی کاشت سیر الاولیاء کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ناگور میں کنجد (تل) بکثرت پیدا ہوتے تھے جو ملتان بھیجے جاتے تھے اور اُن کے بدلے ملتان سے رُوئی لائی جاتی تھی[۸۵] سرور الصدور میں "خروارِ نیل" کا ذکر آیا ہے[۸۶] اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ناگور میں نیل کی کاشت ہوتی تھی یا وہاں نیل کا کاروبار ہوتا تھا۔

ناگور کی ایک مسجد ناگور میں ایک مسجد تھی جو مسجد بھاگلی کے نام سے مشہور تھی۔ سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ وہ "جائے حاجت روائی" تھی۔ اس مسجد میں جو بھی دعا مانگی جاتی تھی وہ قبول ہوتی تھی۔ اس مسجد کے بارے میں مشہور تھا کہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام نے قدم رنجہ فرمایا تھا[۸۷]۔

گمشدہ چیز کی بازیابی کا نسخہ سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے تو اُسے چاہیئے کہ وہ یہ دُعا ہزار بار پڑھے اُسے گم شدہ چیز مل جائے گی :۔

"یا جامع الناس لیوم لاریب فیہ اجمع علیّ منالیتی۔"

اتفاق سے ان ہی دنوں ان کا ایک غلام بھاگ گیا۔ حضرت سلطان التارکین نے یہی نسخہ آزمایا تو وہ پکڑا گیا[۸۸]

دہلی میں منجموں کی کثرت سلطان التارکین کے نانا علم نجوم میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے نواسے کی ولادت سے پہلے اپنی بیٹی کو اس کی ولادت کی خوشخبری سُنائی تھی اور اس کی چند نشانیاں بھی بتائی تھیں[۸۹]۔ برصغیر کے نامور صوفی حضرت بندہ نواز گیسو دراز کی اہلیہ کے نانا بھی منجم تھے اور وہ بھی پیش گوئیاں کرتے رہتے تھے[۹۰]۔ امیر خسرو کے کلام کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

---

[۸۴] ایضاً ورق ۲۹ [۸۵] امیر خورد کرمانی، سیر الاولیاء ص ۱۵۸

[۸۶] سرور الصدور ورق ۹۱ [۸۷] ایضاً ورق ۳۷ [۸۸] ایضاً ورق ۱۴

[۸۹] ایضاً ورق ۷ [۹۰] سید محمد اکبر حسینی، جوامع الکلام ص ۲۱

خواجہ معین الدین حسن اجمیریؒ

خواجہ معین الدین حسن اجمیریؒ حضرت سلطان التارکین کے مُرشد تھے اور اُنہوں نے ان کی صُحبت کیمیا اثر میں کافی وقت گزارا تھا اس لیے خواجہ بزرگ کے بارے میں ان کی معلومات دوسروں کی نسبت زیادہ مستند ہیں۔ سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب نے نوّے برس کی عمر میں شادی کرلی۔ اس بڑھاپے میں اللہ تعالےٰ نے انہیں دو بیٹے عنایت کئے۔ ایک روز باتوں باتوں میں خواجہ صاحب نے سلطان التارکین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جب وہ جوان اور غیر شادی شُدہ تھے تو اس وقت اگر کوئی حاجت پیش آتی تو وہ خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتے اور اُن کی حاجت فوراً پوری ہو جاتی۔ اب جب وہ بوڑھے اور صاحب اولاد ہوگئے ہیں تو اُن کی دُعا دیر سے قبول ہونے لگی ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟ سلطان التارکین نے عرض کیا کہ اس کی وجہ تو وہی بہتر جانتے ہیں۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد سلطان التارکین نے حضرت مریمؑ کا ذکر چھیڑا اور عرض کیا کہ جب وہ تنہا رہتی تھیں تو انہیں رزق بھی غیب سے ملتا تھا اور وہ بے موسم پھل کھایا کرتی تھیں۔ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُن کی توجہ بٹ گئی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد حضرت مریم علیہ السلام کو حکم ہُوا :

"ھزی الیک بجذع النخلۃ "

سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحبؒ کو یہ بات پسند آئی۔ [۹۱]

حضرت سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اُن کے مُرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو تین زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ وہ عربی، فارسی اور ہندوی زبانیں بخوبی جانتے تھے اور ان تینوں زبانوں میں آپ شعر کہتے تھے۔ ان کا ایک ہندوی زبان کا دوہڑا پیش خدمت ہے ؎

اوکہند بھمن رہن گئی دو ہی برہمین !
اوکہند دیک بجائی بارہ بھجتی تین [۹۲]

سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ ان کے مُرشد کو دُنیا کے ساتھ مطلق کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اُن کی مجلس میں دُنیا کا کبھی ذکر نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی کوئی دنیاوی حکایت سُننا پسند کرتے تھے۔[۹۳]

---

[۹۱] سرور الصدور، ورق ۱۵ [۹۲] ایضاً، ورق ۹۰

[۹۳] ایضاً، ورق ۵ " ہرگز در مجلس ایشان ذکر دنیا نبودے واصلاً حکایت دنیا شنیدہ نشدی "

شہزادی جہاں آرا بیگم اپنی تصنیف "مونس الارواح" میں رقمطراز ہے کہ :

"خواجہ معین الدین حسن اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں رشتے ناطے ہوتے رہے ہیں"۔ [٩٤]

نجیب الدین نخشبیؒ نجیب الدین نخشبیؒ کے بارے میں سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ موصوف خواجہ اجمیریؒ کے "یار" تھے اور سلطان شمس الدین التمش نے انہیں شیخ الاسلام کے منصب پر فائز کیا تھا۔ حضرت سلطان التارکین کی روایت ہے کہ سلطان التمش انہیں "پدر" کہہ کر مخاطب کیا کرتا تھا۔ [٩٥]

امام فخر رازیؒ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ ایک بار سلطان محمد سام (شہاب الدین محمد غوری) نے امام رازی کو پانچ ہزار کتابیں عنایت کیں۔ سلطان التارکین فرماتے ہیں کہ انہوں نے مولانا نجیب الدین سے سنا ہے کہ امام رازیؒ کے اردگرد کتابوں کے ڈھیر لگے رہتے تھے اور جب انہیں کسی کتاب کی ضرورت پڑتی تو وہ کتابوں پر پاؤں رکھ کر مطلوبہ کتاب تلاش کر لیتے تھے۔ [٩٦]

عین ممکن ہے کہ فلسفہ کے اثر نے اُن کے دل سے کتابوں کا احترام اُٹھا دیا ہو۔ سلطان التارکین کی روایت ہے کہ امام رازی کی وفات کے بعد اُن کی تحریریں جمع کی گئیں تو لوگوں نے حساب لگایا کہ وہ ہر روز چھ جُز لکھا کرتے تھے۔ [٩٧]

---

٩٤ جہاں آرا بیگم "مونس الارواح" ورق ٣٨ الف ۔

٩٥ "میان اولاد و امجاد حضرت پیر دستگیر و شیخ حمید الدین نسبتہا د خویشہا واقع شد"

٩٥ سرور الصدور ، ورق ١٥ ۔

٩٦ ایضاً ورق ٢٢ ٩٧ ایضاً

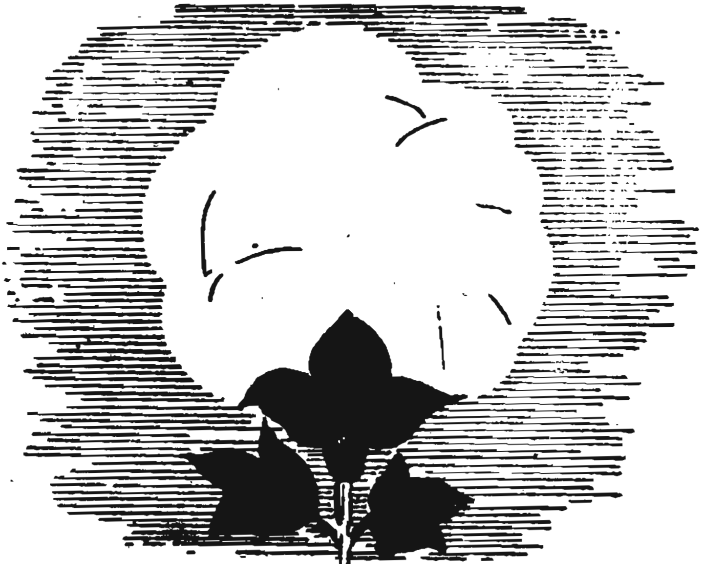

فوّارہ مارکہ

اصل قسم کا

سُوتی دھاگہ

سنگل اور فولڈڈ

۱۰ کاؤنٹ سے ۴۰ کاؤنٹ تک

ہنکس کے علاوہ کونز پر بھی دستیاب ہے

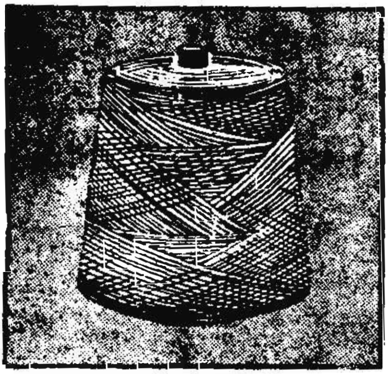

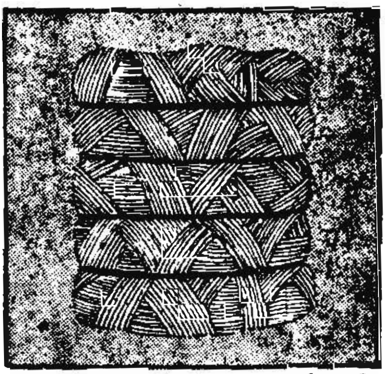

تیار کنندگان:

ڈی-ایم-ٹیکسٹائل مِلز لمیٹڈ

رجسٹرڈ آفس: ۱۱۶-کاٹن ایکسچینج بلڈنگ — پوسٹ بکس نمبر ۳۶۱۷ —— کراچی

تارکا پتہ: DOSTCOT — فون- ۲۲۱۳۳۰ - ۲۲۳۹۱۳

ملز: سٹی چھاؤنی - پوسٹ بکس ۵۲ —— راولپنڈی

تارکا پتہ: FINETEX — فون- ۷۰۰۵۰ - ۶۶۹۳۲ - ۶۲۷۸۵